www.KitaboSunnat.com

باب ۳

تحقیق کی خصوصیات اور اس کے بنیادی لوازم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۳

تحقیق کی خصوصیات اور اس کے بنیادی لوازم

اولاً: تحقیق کی خصوصیات

خصوصیات سے مراد وہ معیارات ہیں جن کی بنیاد پر کوئی بھی تحقیق مقبول ہوتی ہے اوراسے اچھا کہا جاتا ہے۔فن تحقیق کے ماہرین نے ایک اچھی تحقیق کے لیے جن خصوصیات واوصاف کو بیان کیا ہے ،اجمالاً انھیں درج ذیل نکات کی صورت میں بیان کیا جاتا ہے:

ا۔ مسئلہ (موضوع)

تحقیق کا سب سے پہلا قدم مسئلہ کا انتخاب ہے۔اس کے بغیر تحقیق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔تحقیق کی افادیت کا دارومدار ہی منتخب مسئلہ پر ہوتا ہے ۔مسئلہ جس قدر اہم ہو گا تحقیق اسی قدر مفید ہو گی۔اس مقصد کے حصول کے لیے محقق کو چاہیے کہ مسئلہ کا مطالعہ اچھی طرح سے کرے کیونکہ مطالعہ ہی کسی مسئلہ کے انتخاب میں ممدومعاون ثابت ہوتا ہے۔چونکہ مطالعہ ہی سے کسی مسئلہ کے متعلق پتہ لگا یا جاسکتا ہے کہ اس پر کام کرنے کی ضرورت بھی ہے یا کہ نہیں؟لہذا محقق کو چاہیے کہ وہ درج ذیل امور کی تصدیق اچھی طرح سے کر لے تاکہ بعد میں پیدا ہونے والی پیچیدگیوں اور پریشانیوں پر ابتداء ہی میں قابو پایا جا سکے :

۱۔ مسئلہ کے بارے میں وہ کتنا اور کیا جانتا ہے؟

۲۔ زیرغور مسئلہ پر اس سے بیشتر ہونے والے کام کی نوعیت وکیفیت اور کمیت کیسی ہے؟

۳۔ کیا موجودہ مسئلہ کی نوعیت دوامی قسم کی ہے؟

۴۔ دوسرے لوگوں نے اس مسئلہ کے بارے میں کن خیالات کا اظہار کیا ہے اوراس مسئلہ کے بارے میں ان کا ردِعمل کیا رہا ہے؟

۵۔ کیا دوسرے لوگوں نے اس مسئلہ پر تحقیق کی (ہے) اورحل دریافت کیا ہے؟ اگر کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے تو نتائج کیا نکلے؟

۶۔ ان نتائج کی روشنی میں یا ان لوگوں کی تجاویز کو سامنے رکھتے ہوئے آیا اسی مسئلہ پر مزید تحقیق کی گنجائش موجود ہے؟ ،، (۱)۔

۷۔ محقق کو اس امر کی تصدیق بھی کر لینی چاہیے کہ موضوع سے متعلقہ مواد '' اپنے مستند مآخذوں سے اخذ کیا گیا ہے یا محض روایات اور تاریخی تسلسل کے بغیر پیش کیا گیا ہے؟ اگر مآخذ مواد کی صداقت کے ذمہ دار نہیں ہیں اور مواد دستاویزی تسلسل کے بغیر سامنے لایا گیا ہے تو پھر اس کی صداقت مشتبہ ہو جائے گی ،، (۲)۔

مقالہ کے دوران ان امور کی معرفت ہی کسی محقق کے لیے انتخاب موضوع کے مرحلہ میں آسانی پیدا کر سکتی ہے اور اس معرفت سے وہ موضوع کی جدت وندرت اور اہمیت وافادیت کا اندازہ لگا سکتا ہے ،چنانچہ عبدالرزاق قریشی C.ALMACK کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ : ''دوسروں کے کام کے جائزہ کے بعد ہی محقق اپنی تحقیق کی جدت کا اندازہ کر سکتا ہے'' (۳)۔

اس کے بعد مشہور انگریزی شاعر بائرن کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:''جدت کے لیے یہ ضروری ہے کہ ادیب (یا محقق) سوچے زیادہ اور پڑھے کم لیکن یہ ناممکن ہے۔سوچنے سے پہلے اس نے بہت کافی پڑھ لیا ہوگا''(۴)۔

مسئلہ کے انتخاب میں معاون ذرائع

مسئلہ کے انتخاب کے سلسلہ میں محققین نے درج ذیل ذرائع کے التزام کی سفارش کی ہے :

۱۔ محقق کو پہلے تحریر شدہ مطبوعہ وغیر مطبوعہ تحقیقی مقالہ جات کا مطالعہ کرنا چاہیے،چنانچہ عبدالرزاق قریشی لکھتے ہیں کہ :''جائزہ لینے کے علاوہ نئے محققین کو ماہر محققین کی تصانیف کو نمونہ کے لیے بھی سامنے رکھنا چاہیے۔اچھی تحقیق کا صحیح تصور پیدا کرنے کے لیے یہ بہترین طریقہ ہے'' (۵)۔اسی طرح ''اگر ماہر محققین کے ذاتی تجربے اور تجویزیں ،ان کا مضمون چاہے کچھ بھی رہا ہو،تحریری شکل میں مل سکیں تو ان سے بھی استفادہ کرنا چاہیے ۔یہ تجربے نئے محققین کے لیے چراغ راہ کا کام دے سکتے ہیں''(۶)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ مختلف نوعیت کے مضامین کے مطالعہ کے دوران متعلقہ امور کو نوٹس کی صورت میں محفوظ کرنا۔

۳۔ فن تحقیق سے وابستہ افراد سے مسئلہ کے متعلق گفتگو کرنا۔

۴۔ حوالہ جاتی کتب کا مطالعہ کرنا۔

۵۔ موضوع سے متعلقہ افلام ،ٹی ۔وی پروگرام اور تحریری وتقریری تبصروں کا تنقیدی نگاہ سے جائزہ لینا۔

۶۔ متعلقہ اداروں کے سربراہان اور دیگر ارکان سے تبادلہ خیال کرنا۔

۷۔ اساتذہ کرام اور پہلے سے تحقیقی کام میں مشغول طلباء سے مسئلہ کے بارے میں ملاقاتیں اور تبادلہ خیالات کرنا(۷)۔

۲۔طریق کار

فن تحقیق کے ماہرین کے ہاں اچھی اور معیاری تحقیق وہ ہوتی ہے جس کا طریق کار واضح اور سادہ ہو، یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ محقق اپنے تحقیقی عمل کی بنیاد منطقی ومعروضی معیارات پر رکھے ،اور ذاتی جذبات وتعصبات کو تحقیقی عمل میں کسی بھی سطح پر داخل نہ ہونے دے ''اگر تحقیق میں ذرہ برابر بھی شائبہ ہو کہ محقق تعصب سے کام لے رہا ہے یا اپنی پسند کے نظریے کو آگے بڑھا رہا ہے تو اس کی ساری تحقیقی محنت اکارت جائے گی۔کیونکہ اس کی نیت ہی مشکوک ہو چکی ہے اور وہ ایک سچے محقق کے منطقی اور معروضی معیار پر پورا نہیں اتر رہا ہے ۔تحقیقی کام خالصتاً معروضی عمل ہے ۔اس میں کسی نوعیت کے جذبات کا دخل بالکل قبول نہیں کیا جاسکتا''(۸)۔

تحقیقی عمل میں محقق کا طریق کار سائنسی ہونا چاہیے کیونکہ تحقیق:''ایک سائنسی عمل ہوتا ہے جس میں معروضات پر تجربے ومشاہدے کے بعد حاصل ہونے والے نتائج کو محقق قلم بند کرتا چلا جاتا ہے ۔اس عمل میں اس کی ذات بالکل الگ ہوتی ہے ۔محقق حقائق وواقعات کو معتبر ذرائع سے حاصل کر کے ان کا معروضی طور پر تجزیہ کرتا چلا جاتا ہے اور جو نتائج ہوتے ہیں ان کو یکجا کر کے بالآخر ایک نقطۂ نظر قائم کرتا ہے۔ یوں اس کی تحقیق کی بنیاد منطقی ومعروضی معیارات پر استوار ہوتی ہے'' (۹)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی اساس پر محققین نے سائنسی طریقہ کار کو اختیار کرنے کا مشورہ دیا ہے کیونکہ ''یہ طریقہ اختیار کرنے سے کام نہ صرف منظم ومرتب ہو گا بلکہ جو نتیجہ اخذ کیا جائے گا وہ محقق کے ذاتی رجحان یا روایتی اثر سے آزاد ہو گا۔ اس کی ابتداء ہی صحیح نتیجہ حاصل کرنے کے عزم سے ہوتی ہے۔ اس لیے جہاں تحقیق ہے وہاں سائنس ہے اور جہاں مظاہر فطرت ہیں وہاں تحقیق ہے'' (۱۰)۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اسلوب کے اعتبار سے تحقیق کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ بہتر، مستند اور واضح ہو اور اس میں ذاتی دلچسپیوں اور تعلقات ومراسم کا عمل دخل نہ ہو۔

تحقیق میں قیاس وتخیل کا عمل دخل

اوپر کی سطور میں بتایا جاچکا ہے کہ تحقیقی عمل میں معروضی اسلوب اختیار کرنے کی بنیاد پر حقائق و واقعات یکجا کیے جاتے ہیں لیکن بعض اوقات مسئلہ سے متعلق حقائق وواقعات نہیں مل سکتے، تو ایسی صورت میں مجبوراً محقق کو قیاس یا تخیل سے کام چلانا پڑے گا، چنانچہ ڈاکٹر تبسم کاشمیری لکھتے ہیں:

۱۔ ''.....تاریخ ادب کے کسی مرحلے پر جب مواد دستیاب نہیں ہوتا تو مواد نہ ملنے کی صورت میں قیاس سے کام لیا جاتا ہے، کیونکہ اس کے بغیر ادبی تاریخ کا تسلسل قائم نہیں رہ سکتا، ماضی کی دھندلکوں کو محقق قیاس آرائی سے روشنی عطا کرتا ہے'' (۱۱)۔

۲۔ ''ادبی تاریخ میں قیاس ہوائی نہیں ہوتا بلکہ قیاس بھی دلائل کی روشنی میں مرتب کیا جاتا ہے اوران دلیلوں سے جو استنباط ہوتا ہے اسے منطقی طور پر ثابت کیا جاسکتا ہے۔قیاسی تحقیق میں یہ بات ضروری ہے کہ محقق منطقی دلائل دے، اس کا قیاس منطقی طور پر جتنی مضبوط بنیادوں پر قائم ہو گا، اتنا ہی قابل قبول سمجھا جائے گا'' (۱۲)۔

اور جہاں تک تحقیق میں تخیل کی کارفرمائی کا تعلق ہے تو محققین نے اسے ضروری قرار دیا ہے کیونکہ:

۱۔ ''.....اسی کی مدد سے وہ (یعنی محقق) نئی نئی باتیں سوچ سکتا ہے، یہاں تک کہ مستقبل کو بھی دیکھ سکتا ہے۔لیکن یہ تخیل منظم ہونا چاہیے۔یہی منظم تخیل ہے جو تمام عظیم سائنسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکتشافات میں کام کرتا ہے۔جس شخص کے پاس تخیل نہیں وہ حقائق کو جمع تو کر سکتا ہے لیکن اکتشافات نہیں کر سکتا.....،،(۱۳)۔

۲۔ ''حقیقت کا سراغ ،حقیقت کی مناسب توضیح ،تفتیش وتصدیق کے لیے متعلقہ اور اہم حقائق کا انتخاب ،ان سب کاموں میں تحقیق کو تخیل کا سہارا لینا پڑتا ہے جو انتخابی یا تحقیقی شعور کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے''(۱۴)۔

۳۔ ''اس کے علاوہ مختلف شواہد وروایات کی تطبیق ،تفتیش اور ترتیب کی مدد سے کسی نتیجہ تک پہنچنا اور ان میں کسی ایک روایت کو صحیح اور دوسری کو غلط یا غیر مستند قرار دینے کے لیے بھی ضروری ہے کہ حقائق کے مختلف ٹکڑوں کو ایک پیکر میں ڈھالا جائے اور ان کی مدد سے ایک تصویر یا ایک خیال تک رسائی حاصل کی جائے ۔یہ کام تخیل کی مدد کے بغیر سرانجام نہیں پا سکتا''(۱۵)۔

یہی وہ وجوہات ہیں جن کی بنیاد پر تحقیق میں قیاس وتخیل کے عمل دخل کو تسلیم کیا گیا ہے''اس لیے یہ خیال کہ قیاس اور تخیل کی تحقیق میں کوئی گنجائش نہیں ہے حقیقت سے بعید ہے۔البتہ یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ تخلیق میں جس طرح تخیل کا عمل غالب ہوتا ہے ، اسی طرح تحقیق میں عمل غالب نہیں ہوتا بلکہ سائنٹیفک ذریعہ تفتیش اور حقائق کے تابع ہوتا ہے۔تخیل صرف حقائق کی سنگین حدبندی ہی میں عمل پذیر ہو سکتا ہے اور ان حدبندیوں سے وہ زیادہ دور تک تجاوز نہیں کر سکتا''(۱۶)۔

۳۔مواد کا تجزیہ

معیاری تحقیق کی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس سے متعلقہ مواد کا تجزیہ کیا جائے اور چھان پھٹک کے بعد صرف اسی مواد کو اختیار کیا جائے جو زیادہ مفید ہونے کے ساتھ ساتھ مستند بھی ہو ،کیونکہ''تحقیق میں کسی واقعہ ،کسی حقیقت یا کسی بھی تصور کو جوں کا توں قبول نہیں کیا جاتا ہے۔تحقیق کا بنیادی اصول یہ ہے کہ ہر قسم کے حقائق اور واقعات کا پورے طور پر تجزیہ کر کے، اور ان کی اچھی طرح چھان بین کر کے، انھیں تسلیم کیا جائے ۔اس لیے یہ کہا جاتا ہے کہ شک وشبہ ہی سے تحقیقی کام کی ابتداء ہوتی ہے۔یا ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ کسی مسئلہ پر شک کا پہلو ہی تحقیقی مسئلہ کا نقطۂ آغاز ہے ۔یہ محقق کا مسلک ہے کہ وہ ہر مسئلہ پر پہلے شک وشبہ کرتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور تحقیقی طریق کار سے اس مسئلے کی صداقت یا تکذیب کا اعلان کرتا ہے۔ اپنے اس مسلک کے باعث وہ جعل سازی اور فریب کاری سے محفوظ رہتا ہے''(۱۷)۔

فائدہ

اگر محقق اس طریقہ کار کا التزام کرے تو معیار کے اعتبار سے اس کے تحقیقی عمل کی قدر و قیمت بڑھ جائے گی ،چنانچہ ڈاکٹر تبسم کاشمیری لکھتے ہیں:''تحقیق کے اس طریق کار سے کام کا معیار بلند ہوتا ہے کیونکہ اس طرح ہر بیان کے بارے میں مستند حوالے طلب کیے جاتے ہیں۔ان کے بغیر کسی بات کو قبول نہیں کیا جاتا.....''(۱۸)۔

فن تحقیق کے ماہرین نے مواد کے تجزیہ کے سلسلے میں درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا ضروری قرار دیا ہے:

۱۔ تجزیہ کے وقت اپنے موضوع کو واضح صورت میں سامنے رکھا جائے۔

۲۔ موضوع کے مختلف حصوں سے مواد کے تعلق کا لحاظ رکھا جائے۔

۳۔ یہ بھی ذہن میں رکھا جائے کہ ہر باب اور فصل کے لیے مواد مساویانہ طور پر موجود ہے یا کہ نہیں؟ اگر پتہ چل جائے کہ فلاں حصہ کے لیے مواد کمزور ہے تو حتی المقدور اس کمی کو دور کرنے کی کوشش کی جائے(۱۹)۔

مختصر یہ کہ معیاری تحقیق صرف وہی ہو سکتی ہے جس میں مواد کو تجزیہ کے مرحلہ سے گزار کر پیش کیا گیا ہو اور غیر ضروری مواد ،جو کہ ایک بوجھ ہوتا ہے ،سے بچایا گیا ہو۔

۴۔ متوقع نتائج

تحقیق کی خصوصیات میں سے ایک اس کے متوقع نتائج وثمرات کا اظہار ہے ۔یہ عمل تحقیق کا لازمی جزء ہے ، کیونکہ ''تحقیق نئے حقائق اور نتائج دریافت کرنے کا نام ہے جس میں تصورات کی نئی تعبیر کی جاتی ہے، نئے افق سامنے لائے جاتے ہیں،تحقیق جس قدر اصل ہو گی اور اس میں دریافتوں کی مقدار جس قدر زیادہ ہوگی ، تحقیق اتنی زیادہ معیاری سمجھی جائے گی''(۲۰)۔'' حقیقت یہ ہے کہ حقائق کی تلاش تو تحقیق کا اولین مرحلہ ہے۔ حقائق معلوم کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد جب تک محقق ان کی تعبیر ــــ نتائج کی صورت میں ــــ پیش نہیں کرتا ،تحقیق کا کردار ادھورا رہتا ہے . . . تحقیق کی صحیح جہت یہ ہے کہ تحقیق حقائق سے نظریے کی طرف سفر کرے(۲۱). . حقائق کے تجزیاتی اور تنقیدی جائزے سے نتائج کا اخذ کرنا ضروری ہے۔نتائج کے بغیر تحقیق کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ۔لہذا تحقیق کا تنقیدی ہونا ضروری ہے۔تحقیق پر اس سے زیادہ جبر اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ اسے تنقیدی توضیح وتشریح،تعبیر اور نتائج کی جہت سے یکسر محروم کر دیا جائے. . .،،(۲۲)۔

۵۔ خاکۂ تحقیق

مذکورہ بالا چاروں خصائص کو کسی بھی تحقیق کے خاکہ کے ذریعہ بطریق احسن واضح کیا جا سکتا ہے۔محققین کے نزدیک معیاری تحقیق وہ ہے جس کی عمارت بنانے سے قبل اس کا خاکہ یعنی ڈیزائن تیار کیا جائے ۔تحقیقی عمل کا خاکہ کسی مکان کے نقشہ کی مانند ہوتا ہے ،جسے ایک انجینئر کا غذ پر تیار کرتا ہے۔ یونیورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیمی ڈگریوں کے حصول کے لیے طلبہ کو کسی موضوع پر مقالہ لکھنے کے لیے اس کا خاکہ تیار کرنا ہوتا ہے ، جس میں عموماً درج ذیل امور بیان کرنے ہوتے ہیں:

۱۔ موضوع کو اختیار کرنے کے اسباب ومحرکات ۔

۲۔ متعلقہ مواد کے مطالعہ کے بعد نتائج کا بیان۔یہاں طالب علم کو ثابت کرنا ہوتا ہے کہ موضوع پر پہلے کام کی نوعیت کیا ہے اور وہ خود کیا کرے گا۔

۳۔ موضوع کی اہمیت

۴۔ مقالہ کی تکمیل کے بعد علمی وتحقیقی دنیا میں اس کی افادیت ۔

۵۔ مقالہ کی ترتیب و تالیف کا اسلوب۔

ان امور کے بعد موضوع کے خاکہ کو تمہید ،ابواب،فصول ومباحث وغیرہ اور خاتمہ(نتائج) کی صورت میں منظم ومرتب طور پر تیار کیا جاتا ہے ۔خاکہ کے آخیر میں ببلیوگرافی (مصادر ومراجع کی فہرست) بھی تیار کر کے منسلک کرنا پڑتی ہے۔

ناتجربہ کار افراد کو کسی موضوع پر تحقیق کے لیے اس کا خاکہ بنانے میں کافی دشواریوں کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مگر انھیں ہر صورت میں یہ کام کرنا پڑتا ہے کیونکہ اسی کے ذریعہ ان کی تحقیق کی افادیت کو بآسانی معلوم کیا جا سکتا ہے ۔اگر طالب علم محنتی اور تسلسل کے ساتھ کام کرنے کا عادی ہو تو مشکل پر کسی نہ کسی طرح قابو پا ہی لیتا ہے(۲۳)۔

ان پانچ خصوصیات کے علاوہ بھی فن تحقیق کے ماہرین نے تحقیق کی کچھ اور خصوصیات اس کی افادیت واہمیت کے اعتبار سے بیان کی ہیں، ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

۶۔ حیات انسانی کا جزو لاینفک

تحقیق کی ایک خوبی یہ ہے کہ یہ انسانی زندگی کا جز و لاینفک ہے کیونکہ ''تحقیق کی ابتداء انسانی مسائل کی ابتداء کے ساتھ ہی ہوتی ہے جوں جوں انسانی مسائل بڑھے تحقیق آگے بڑھی ۔تحقیق کے عمل سے انسان نے ان مسائل کو حل کر کے زندگی کو آسان بنا دیا''(۲۴)۔

۷۔ ماضی ،حال و مستقبل میں ربط

تحقیق ہی سے انسان اپنے حال کو بہتر بناتا ہے اور ماضی کی تاریکیوں کو دور کر کے اسے روشنی عطا کرتا ہے ۔اسی کے ذریعہ سے انسان ماضی کی گمشدہ کڑیاں دریافت کرتا ہے۔ تاریخی تسلسل کو بحال کرتا ہے اور ادب کو اس کے ارتقاء کی صورت میں مربوط کرتا ہے(۲۵)۔

۸۔ موجودہ مواد کی ترتیب

تحقیق کے ذریعہ انسان موجودہ مواد کو مرتب کرتا ہے ،اس کا تجزیہ کرتا ہے ،اس پر تنقید کرتا ہے، پھر اس سے حاصل ہونے والے نتائج سے دوسروں کو آگاہ کرتا ہے۔

۹۔ انسانی ترقی

تحقیق ہی کی بدولت انسان ہر نوعیت کی ترقی کی راہوں پر گامزن ہوتا ہے،''اگر تحقیق نہ ہو تو ہر قسم کی ترقی ختم ہو جائے گی اور انسانی تہذیب کا ارتقاء رک جائے گا''(۲۶)۔ عبدالرزاق قریشی نے Method of research کے مصنفین کے حوالے سے لکھا ہے کہ انھیں ''تحقیق پر اس قدر اعتماد ہے کہ وہ کہتے ہیں: جب تک تحقیق کا وجود ہے،مغربی تہذیب کو زوال نہیں آسکتا،،(۲۷)۔پھر ان کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''انہوں نے صحیح کہا ہے کہ مختلف شعبوں میں تحقیق کی بناء پر ہم اپنے خیالات کو وسعت دے سکتے ہیں، یہاں تک کہ عہد رفتہ کا نقشہ ہماری نگاہوں کے سامنے آ سکتا ہے۔اسی کی بدولت ہم دنیا کی گوناگوں تہذیبوں کو اپنا سکتے ہیں، غیرمرئی چیزوں کو دیکھ سکتے ہیں۔اسی طرح تحقیق آدمی کو پوری کائنات سے رشتہ جوڑنے میں مدد دیتی ہے،،(۲۸)۔

۱۰۔ بے کنار سمندر وترقی پسند قوت

تحقیق کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ ایک بے کنار سمندر کی مانند ہے۔''محقق ایک وقت میں دھوکہ کھا کر کسی چیز کو کنارہ سمجھ بیٹھتا ہے مگر درحقیقت یہ کنارہ نہیں ہوتا .....گویا تحقیق ایک ترقی پسند قوت ہے اور یہ سماجی عمل کے ساتھ ساتھ پورے معاشرتی عمل میں ترقی کرتی ہے.....''(۲۹)۔

۱۱۔ نظریات میں تغیر وتبدل کا سبب

تحقیق انسانی نظریات وافکار میں، مرورزمانہ کے ساتھ ساتھ، تغیر وتبدل کا سبب بنتی ہے۔اس بنیاد پر کسی بھی نظریہ کو حرف آخر نہیں کہا جا سکتا ،چنانچہ ڈاکٹر تبسم کاشمیری لکھتے ہیں:

''چونکہ تحقیق ایک ترقی پسند قوت ہے اس لیے اس میں کوئی بھی نظریہ حتمی ، قطعی اور آخری نہیں ہوتا ہے۔ تلاش وجستجو اور ایک مسلسل جاری رہنے والے عمل کے باعث نظریات بدلتے رہتے ہیں۔اس طرح ادبی نظریات معاشرے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتے رہتے ہیں ۔ان میں ایک حرکی عمل جاری وساری ملتا ہے۔عمل کی یہی صورت ادبی نظریات میں بھی ملتی ہے،یہ صورت صرف ادب تک محدود نہیں ،لسانی نظریات بھی ان مسلسل تبدیلیوں کے باعث اپنے اپنے قالب میں بدلتے رہتے ہیں.....،،(۳۰)۔

مختصر یہ کہ'' تحقیق آدمی کے لیے نئی نئی رائیں کھولتی ہے۔وہ مسائل کو حل کرتی ہے اور گتھیوں کو سلجھاتی ہے ۔وہ خامیوں کو دور کرتی ہے اور خوب کو خوب تر بناتی ہے..... وہ انسان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقاصد کی تکمیل میں معین ثابت ہوتی ہے ،،(۳۱)۔

علاوہ ازیں ''علوم وفنون کی ترقی ،تعلیم وتربیت کے ماہرانہ طریقے ،زندگی کی راحت کے سامان کی فراوانی ،انسانی دکھوں کا علاج اور مشکلات کا حل تحقیق ہی کی بدولت ہے ۔اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ تحقیق کا مقصد انسانیت کی خدمت ہے،،(۳۲)۔

آخر میں، اس بحث کو سمیٹتے ہوئے، کر افورڈ کی بیان کردہ تعلیمی تحقیق کی خصوصیات کو بیان کیا جاتا ہے ، جو کہ یہ ہیں:

۱۔ اس کا مرکز کوئی مسئلہ ہوتا ہے۔

۲۔ اس میں کوئی نئی بات کہی جاتی ہے۔

۳۔ اس کا دارومدار جستجو پسند دل اور دماغی رجحان پر ہے۔

۴۔ اس کے لیے کھلے دل ودماغ کی ضرورت ہے۔

۵۔ اس کا انحصار اس مفروضہ پر ہے کہ دنیا کی ہر چیز میں تبدیلی ممکن ہے۔

۶۔ اس کا مقصد قوانین کا انکشاف کرنا اور پھر انھیں عام بنانا ہے۔

۷۔ یہ سبب اور اثر کا مطالعہ ہے۔

۸۔ اس کی بنیاد پیمانہ پر ہے۔

۹۔ اس کے لیے بیدار فنی طریقہ کار لازمی ہے(۳۳)۔

ثانیاً: تحقیق کے لوازم

لوازم سے مراد وہ امور ہیں جن کا اہتمام کرنا ایک محقق کے لیے ضروری ہے یا یوں سمجھئے کہ وہ بنیادیں جن پر تحقیقی عمل کی عمارت استوار ہوتی ہے یا وہ لازمی شرائط جن کے التزام سے تحقیقی کام میں کامیابی نصیب ہوتی ہے۔فن تحقیق کے ماہرین نے درج ذیل لوازمات کو تحقیق کے لیے ضروری قرار دیا ہے:

ا۔تحقیق کو بطور طرزِ زندگی اپنانا

ایک بہترین ،معیاری اور سچا محقق صرف وہی ہو سکتا جو تحقیق کو ایک طرز زندگی اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لائف اسٹائل کے طور پر اپنائے ،اور اسے ایک اضافی خوبی تصور نہ کرے کیونکہ ''ہمارے اعلیٰ پائے کے محققوں نے ہمارے اپنے زمانے میں اور محقق محدثین نے گذشتہ زمانوں میں زندگیاں اسی طرز پر گزاری ہیں ۔وہ تلاش حقیقت یا تلاش حقائق کے بڑے بڑے جویا تھے،اس کے لیے۔ ۔ ۔سفر کرنے والے اور آرام کو تجنے والے تھے۔انہوں نے اپنی عملی زندگی کے آغاز ہی سے علمی میدان میں محنت اور سخت کوشی اختیار کرلی ۔ اپنی بہت سی جائز ضرورتوں اور سہولتوں پر علمی اسفار وکتب کو مقدم جانا اور ایک ایسے طریقے پر زندگی بسر کی جو تحقیقی کاموں کے لیے موزوں ومناسب تھا۔۔۔انہوں نے تحقیق کو چند روزہ شغل ۔۔۔۔یا فیشن نہیں بنایا ،اپنا طرز زندگی بنایا،،(۳۴)۔

۲۔ سچی لگن

تحقیق کو بطور طرز زندگی اپنانے کے لیے سچی لگن کا ہونا ضروری ہے ۔ یہ اس راستے کا پہلا قدم ہے۔ اس کے بغیر تحقیقی لائف سٹائل کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔کیونکہ تحقیقی میدان میں ڈٹ کر محنت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور محنت کرنے کا مادہ سچی لگن ہی سے میسر آ سکتا ہے ۔ اگر کسی عمل ،خواہ وہ تحقیقی ہو یا غیر تحقیقی ہو،میں عامل کی سچی لگن وذاتی دلچسپی نہ ہو تو وہ ادھورا ہی رہتا ہے یا پھر ہو ہی نہیں سکتا ۔ سچی لگن پیدا کرنے میں راجنما اور ماحول اچھا کردار ادا کر سکتے ہیں،چنانچہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ ملک لکھتے ہیں کہ :''جس کو اپنی علمی زندگی کے آغاز میں ایسا راہ نما اور ایسا ماحول مل جاتا ہے کہ وہ سچی لگن میں ساز گار ہو ،اس کے لیے تحقیق کی دشواریاں نسبتا آسان ہو جاتی ہے ،، (۳۵)۔

۳۔ مختلف علوم سے واقفیت

تحقیق کے لیے منتخب شدہ موضوع کے بارے میں وافر معلومات کا ہونا تو بنیادی شرط ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ دیگر علوم وفنون کے بارے میں آگاہ ہونا بھی ضروری ہے تاکہ بوقت ضرورت ان کی طرف رجوع کر کے مطلوبہ مواد کو حاصل کیا جا سکے۔ مثلاً: علوم القرآن کی کسی صنف پر تحقیقی کام کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ علوم القرآن کے علاوہ علوم حدیث ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصول فقہ وغیرہ سے واقف ہو۔تحقیقی میدان میں اس شرط کی افادیت سے انکار محال ہے۔

۴۔ اہم مصادرومراجع سے واقفیت

محقق کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے تحقیقی عمل سے متعلقہ اہم ،مستند اور بنیادی نوعیت کے مآخذ ومنابع سے بخوبی آشنا ہو اور ان تک اس کی رسائی آسان ہو۔اس شرط کے بغیر تحقیق کا تصور بالکل نہیں کیا جاسکتا۔مآخذ دو طرح کے ہوتے ہیں:ایک بنیادی مآخذ، جن میں ابتدائی معلومات درج ہوتی ہیں جیسے مخطوطات ،خود نوشت سوانح عمریاں اور خطوط وغیرہ ۔ اور دوسرے ثانوی مآخذ،جن کی تیاری میں بنیادی مآخذوں پر اعتماد کیا جاتا ہے، جیسے یونیورسٹیوں میں لکھے جانے والے مقالات کہ انھیں طلبہ اکثر وبیشتر بنیادی مآخذ وں تک رسائی حاصل کر کے تیار کر تے ہیں۔تحقیقی وعلمی دنیا میں شرف قبولیت ان ہی مقالات کو حاصل ہوتا ہے اور قدر وقیمت ان ہی کی بڑھ جاتی ہے جن کی تیاری میں بنیادی مصادر ومنابع کو استعمال کیا گیا ہو۔اس لیے محقق طالب علم کو بنیادی مآخذ تک رسائی حاصل کرنے میں خوب کوشش کرنی چاہیے ۔

۵۔ زبانوں سے واقفیت

جس زبان میں تحقیق کرنا ہو اس پر مکمل دسترس ضروری ہے،تھوڑ ی بہت واقفیت سے کام نہیں چل سکتا ۔محقق جس زبان میں زیادہ ماہر ہو اسے اسی زبان میں تحقیقی کام کرنا چاہیے ۔ متعلقہ زبان کے علاوہ دیگر زبانوں،جیسے عربی،فارسی اور انگریزی وغیرہ سے بھی محقق آشنا ہو ۔ یہاں آشنائی سے مراد صرف بول چال نہیں ہے بلکہ ادبی زبان مراد ہے،مثلاً:اردو زبان میں تفسیر وحدیث یافقہ واصول فقہ پر تحقیقی کام کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ عربی زبان سے اس قدر واقف ہو کہ بنیادی مآخذ ،جو کہ صرف عربی میں ہیں، سے موضوع سے متعلقہ مواد اقتباسات کی صورت میں حاصل کر سکے اور ضرورت کے مطابق ان کی بالمعنی تعبیر کر سکے اور اردو میں ان کا ترجمہ بھی کر سکے۔

۶۔حصول مواد کے ذرائع سے واقفیت

مواد کی فراہمی چونکہ تحقیق کی ایک اہم منزل ہے اور اس کی تلاش اس کے ذرائع سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے۔ یہاں ذرائع سے مراد مصادر اور مراجع نہیں ہیں بلکہ لائبریریاں اور افراد ہیں ،جن سے متعلقہ مواد کو حاصل کیا جاتا ہے۔حصول مواد کے ذرائع سے واقفیت اور پھر ان تک رسائی تحقیقی عمل میں بہت ضروری ہے۔محقق کو لائبریریوں کو استعمال کرنے کے اسالیب سے بخوبی واقف ہونا چاہیے اور لائبریریاں کے عملہ سے اچھے تعلقات رکھنے چاہیے ۔اس کے علاوہ علوم وفنون کے ماہرین سے آگاہی کے علاوہ ان سے ملاقاتیں اور مشورے بھی حصول مواد کے سلسلہ میں اہم کردارادا کرتے ہیں ۔ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ بہت جلد محقق اپنی منزل کی طرف جانے والے طریق پر چل پڑتا ہے اور کئی مشکلات وصعوبات پر قابو پالیتا ہے ، چنانچہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ لکھتے ہیں:

> ''الجھنیں اور دشواریاں تو اس راہ میں بہت سی آتی ہیں..... اس حالت سے نکلنے کا آسان ترین وہی [راستہ] ہے جس پر ہم نے اپنے زمانہ کے بڑے بڑے فضلاء کو کار بند پایا ہے یعنی یہ کہ جو بات سمجھ میں نہ آئے زیادہ جاننے والے سے پوچھ لیں۔مشورہ اچھی چیز ہے ۔اس سے تحقیق کی اکثر مشکلات حل ہو جاتی ہیں.....،،(۳۶)۔

۷۔ حقائق کی تلاش اور چھان پھٹک

تحقیق کا مقصد ہی چونکہ ''حقائق کی تلاش،امتیاز حق وباطل ،سچائیوں کی دریافت اور نظریات کی تصدیق وتکذیب ہے ،،(۳۷)۔یہ مقاصد صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتے ہیں کہ محقق جمع شدہ مواد کو خوب چھان پھٹک کے بعد مقالہ میں درج کرے ۔یہ نہ ہو کہ ہر رطب ویابس کو بس یوں ہی لکھتا چلا جائے اور کتب سے صرف اقتباسات کو ترتیب دیتا چلا جائے ۔تحقیق اس چیز کا نام نہیں ہے ۔تحقیق میں محقق کی شخصیت غیر جانبدارانہ طور پر نمایاں ہونی چاہیے ۔اسے ہر کسی کی بات کو شک کی نظر سے دیکھنا چاہیے ۔اس کے بغیر چھان پھٹک نہیں ہو سکتی ۔ڈاکٹر گیان چند ایلک کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ اس نے کہا:

> ''اچھا محقق ہونے کے لیے اچھا مشکک ہونا ضروری ہے۔ اسے انسانوں کی حق گوئی اور ان کے اقوال کی صحت کے بارے میں خراب رائے رکھنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیے.....ہم گوشت پوست کے بنے ہوئے فانی انسان ہیں ۔ہم سے غلطی ہونی لازمی ہے،،(۳۸)۔

محقق کو پہلے سے موجود مواد کی چھان بین ہر صورت میں کرنی چاہیے اور اس کی صحت کو معلوم کرنے کے لیے دیکھنا چاہیے کہ لکھنے والا یا بیان کرنے والا کس نوعیت کا ہے۔قرون اولیٰ میں مسلمانوں نے احادیث رسول ﷺ کی روایۃً ودرایۃً جانچ پرکھ کے لیے جن اصول وضوابط کو وضع کیا وہ کسی بھی تحقیقی مواد کی صحت کو متعین کرنے کے لیے بے مثال معیار ہیں، چنانچہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان لکھتے ہیں:

''.....روایت کے بارے میں ان کے حزم واحتیاط کا عالم یہ تھا کہ سیر ومغازی تو بہت بڑی چیز ہے۔وہ عام خلفاء یا سلاطین کے حالات اس وقت تک بیان نہیں کرتے جب تک کہ ان کے پاس آخری روای سے لے کر چشم دید گواہ تک تسلسل کے ساتھ روایت موجود نہ ہو ۔یعنی جو واقعہ لیا جائے وہ اس شخص کی زبانی ہو جو خود شریک واقعہ رہا ہو اور اگر وہ خود شریک واقعہ نہیں تھا تو اس واقعہ تک تمام درمیانی راویوں کے نام ترتیب کے ساتھ بیان کیے جائیں اور ساتھ ہی یہ بھی تحقیق کی جائے کہ وہ لوگ کون تھے؟ کیسے تھے،ان کے مشاغل کیا تھے؟ان کا کردار کیسا تھا؟ان کی سمجھ کیسی تھی؟ ثقہ کہاں تک تھے؟سطحی الذہن تھے یا نکتہ رس تھے؟عالم تھے یا جاہل؟،،(۳۹)۔

مختصر یہ کہ تحقیقی عمل میں حقائق کو تلاش کیا جائے اور اچھی طرح سے ان کی چھان پھٹک کی جائے۔اچھی بات کو اچھا اور بری بات کو برا کہا جائے یعنی تحقیق کے ساتھ ساتھ تنقید بھی کی جائے۔اس بات کی تائید ڈاکٹر مصطفیٰ خان کے اس قول سے ہوتی ہے،کہتے ہیں:''تحقیق کی روح اور جان تو یہی ہے کہ حقائق کی تلاش کی جائے اور اچھی طرح سے[ان کی] چھان بین کی جائے اور وہ تحقیق بلاشبہ نامکمل ہے اگر تعبیر وتشریح کے ساتھ نہ ہو یا بالفاظ دیگر اگر اس کے ساتھ تنقید نہ ہو.....،،(۴۰)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۔ مواد کی ترتیب وتنظیم

مواد کی فراہمی ،چھان بین کے بعد اس کی ترتیب کا مرحلہ آتا ہے۔ یہ مرحلہ تحقیق کے بنیادی لوازم میں سے ہے اور اس میں محقق کو بہت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے ،اسے غیر ضروری مواد کو الگ کر لینا چاہیے تاکہ موضوع سے متعلق مواد کی ترتیب سے تجزیہ اور دلائل کی روشنی میں نتائج اخذ کیے جاسکیں ،عبدالرزاق قریشی لکھتے ہیں:

> ''سارا ممکن الحصول مواد اکٹھا کر لینے کے بعد اب ضرورت ہے کہ اسے ترتیب دیا جائے ،یعنی آغاز کار سے اب تک جو نوٹ لیے گے ہیں انھیں ان کے عنوانات کے تحت مرتب کیا جائے ۔ ان کو مرتب کرتے وقت اس بات کا بھی خیال رکھا جائے کہ جو غیر اہم یا غیر ضروری نوٹ آگے ہیں انھیں الگ کر دیا جائے ..... جس طرح نوٹ لیتے وقت باقاعدگی اور احتیاط کا خیال رکھا گیا تھا اسی طرح انھیں ترتیب دیتے وقت بھی باقاعدگی اور احتیاط ملحوظ رکھنا ضروری ہے ۔جس کام میں تنظیم و ترتیب ہوتی ہے اس کا نتیجہ خاطر خواہ وخوشگوار ہوتا ہے ،،(۴۱)۔

۹۔ مقالہ کی تسوید و پیش کش

مواد کی ترتیب کے بعد مقالے کی تسوید یعنی اسے لکھنے کا دور شروع ہوتا ہے۔''اس آخری عمل کی دومنزلیں ہوتی ہیں:ایک تسوید یعنی مقالے کا پہلا مسودہ تیار کرنااوردوسری تبییض یعنی پہلے مسودے کی ضروری ترمیم واصلاح کے ساتھ صاف نقل۔اس نقل کو مُبیضہ کہتے ہیں۔مقالہ کن خطوط پر لکھا جائے یہ مقالہ نگار اور موضوع پر منحصر ہوتا ہے۔ کہاوت ہے Style is the man یعنی اسلوب شخصیت ہوتا ہے،،(۴۲)۔

مقالہ کی تسوید میں بھی محقق کے لیے پہلے مراحل کی سی محنت ،دیانت ،دقت نظر،باقاعدگی اور احتیاط ضروری ہے ۔ان امور کے التزام میں کوتاہی سے مقالہ کی پیش کش متاثر ہو جاتی ہے اور اسے اچھے اسلوب میں پیش نہیں کیا جاسکتا ،پروفیسر عبدالستار دلوی لکھتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں: ''تحقیق کا موضوع کتنا ہی اہم ہو،اگر اس کی مناسب انداز میں پیش کش نہ ہو سکے تو تحقیقی عمل نامکمل ہی رہتا ہے،،(۴۳)۔

ہر محقق چاہتا ہے کہ اس کے تحقیقی عمل کو سراہا جائے ۔اس خواہش کی تکمیل صرف اسی صورت میں ممکن ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے علمی کام کو بہتر سے بہتر علمی اسلوب میں پیش کرے ،وہ اس طرح کہ:

۱۔ اسلوب بیان سنجیدہ ،سادہ اور مؤثر ہو۔

۲۔ الفاظ کا صحیح استعمال ہو۔

۳۔ اقتباسات کا برمحل اور مناسب استعمال ہو۔

۴۔ موضوع سے اخذ کردہ نتائج کا مختصراً بیان ہو۔وغیرہ وغیرہ۔

محقق کے لیے بنیادی لوازم

تحقیق کا پورا کام چونکہ صرف محقق ہی کو انجام دینا ہوتا ہے اور اسے ہی تحقیق کے بنیادی لوازم کا اہتمام کرنا پڑتا ہے ۔اس لیے محقق کے لیے بھی کچھ بنیادی لوازم ہیں جنھیں محقق کے اوصاف یا خصائص یا اس کی صلاحتیں بھی کہتے ہیں۔ذیل میں انھیں بااختصار بیان کیا جاتا ہے:

۱۔حق گوئی کی صفت سے متصف ہونا

ایک اچھے محقق کے لیے ضروری ہے کہ وہ حق گوئی کی صفت سے متصف ہو کیونکہ تحقیق ''سچ کا کاروبار ہے۔محقق کو تحریر میں،نیز روزانہ زندگی میں،سچ کو شعار بنانا چاہیے۔فریب ، ریا،تصنع،خفیف الحرکات تحقیقی مزاج کے منافی ہیں،مثلاً کسی دوسرے کی دریافت کو بغیر حوالے کے اپنا لینا،بالفاظ دیگر سرقہ کر لینا ایک غیر محققانہ کردار کا غماز ہے''(۴۴)۔

۲۔ غیر متعصب و غیر جانبدار ہونا

محقق کو غیر متعصب اور غیر جانبدار ہونا چاہیے۔تحقیق کے دوران جو حقیقت سامنے آئے محقق اسے ضرور ظاہر کرے،خواہ وہ اس کے اپنے مذہب قوم،زبان،فرقے اور ادبی گروہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

۳۔ ہٹ دہرم وضدی نہ ہونا

محقق کے اوصاف میں یہ بھی ہے کہ وہ ہٹ دہرم اور ضدی نہ ہو۔ آغاز تحقیق میں جو مفروضہ اس نے قائم کیا ہے بعد میں تحقیق کے دوران اگر اس کے خلاف دلائل مل جائیں تو اپنا موقف تبدیل کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہ کرے۔

۴۔ تحقیق کو دنیاوی مقاصد کے حصول کا ذریعہ نہ بنانا

محقق کے بنیادی لوازم میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ تحقیق کو دنیاوی اغراض ومقاصد جیسے دولت، انعام اور ترقی عہدہ وغیرہ کے حصول کا ذریعہ نہ بنائے۔ ''تحقیق برائے علم ہونی چاہیے ۔یہ نہیں کہ پی ایچ ڈی کی ڈگری لے کر روزگار کا حل نکل آئے گا۔ ڈی لٹ کر لی جائے تو دوسرے رفقاء کے مقابلہ میں بڑھ کر ریڈر یا پروفیسر بننے کے امکانات بہتر ہو جائیں گے۔ کسی ادیب پر کتاب لکھ دی جائے، کسی کا دیوان مرتب کر لیا جائے تو اس پر کسی اکیڈمی سے دو تین ہزار کا انعام مل جائے گا . . . یہ سب خواہشیں فطری ہیں لیکن ان کے سائے میں کی ہوئی تحقیق اتنی بے لوث اورمنزہ نہیں ہو گی،جتنی بے غرض تحقیق . . .''(۴۵)۔

۵۔ دلچسپی اور محنت کی صفت سے مزین ہونا

تحقیقی عمل دلچسپی ،ولولہ اور خوب محنت کا تقاضا کرتا ہے۔اس لیے محقق کو اس نوعیت اوصاف سے مزین ہونا چاہیے۔

۶۔ فضیلتِ صبر سے متصف ہونا

تحقیق کرنا ایک مشکل عمل ہے جسے مکمل کرنے تک کئی مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ بعض اوقات خوب محنت کرنے کے باوجود بھی مطلوبہ ہدف پورا نہیں ہوتا اور کیا ہوا کام دوبارہ شروع کرنا پڑتا ہے۔اس لیے محقق کو چاہیے کہ وہ صبر سے کام لے اور کسی بھی حال میں جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرے لیکن اس کا یہ مقصد نہیں کہ تحقیق کو لازمی طور پر طول دیا جائے ۔ بہتر یہی ہے کہ مقررہ مدت کے اندر ہی کام مکمل کر لیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۔ متوازن ومعتدل ہونا

محقق کو توازن اور اعتدال کی صفت سے مزین ہونا چاہیے۔یہ نہ ہو کہ جسے وہ پسند کرے اسے آسمان پر چڑھا دے اور جسے ناپسند کرے اسے بالکل کمزور قرار دے دے۔ اسے بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنے کی عادت نہیں اپنانی چاہیے اور جذباتی اسلوب بیان سے احتراز کرنا چاہیے۔

۸۔ اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کرنا

محقق کے لیے ضروری ہے کہ وہ تحقیقی عمل کے دوران اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کرے ۔ کسی کے خوف سے حق گوئی سے باز نہ رہے۔یہ نہ سوچے کہ فلاں شخص پروفیسر ہے۔ اس کی علمی غلطی کی نشان دہی کی تو وہ فلاں موقعہ پر نقصان دے گا۔ اس نوعیت کے خیالات سے محقق کو اجتناب کرنا چاہیے مگر ادب واحترام کا پہلو ہاتھ سے نہ جانے دے۔جو بھی کرے حکمت کے ساتھ کرے۔

۹۔ وسعت مطالعہ

محقق کو چاہیے کہ وہ مطالعہ میں وسعت پیدا کرے۔اپنے مخصوص مضمون کے علاوہ اسے متعلقہ مضامین کا بھی مطالعہ کرنا چاہیے ،مثلاً اردو کے محقق کو فارسی لازمی طور پر جاننے کی ضرورت ہے۔عربی جاننا بھی اس کے لیے مفید ثابت ہو گا۔ متعلقہ علوم یا مضامین کے مطالعہ کے لیے اس وسعت یا گہرائی کی ضرورت نہیں ہوتی جو اصلی مضمون یا موضوع کے لیے ضروری ہوتی ہے۔

۱۰۔ نقاد ہونا

وسیع مطالعہ کے ساتھ ساتھ محقق کو کسی حد تک نقاد بلکہ تحقیق کار کی صفات سے بھی متصف ہونا چاہیے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ تحقیقی رجحان کے ساتھ ساتھ تنقیدی شعور بھی رکھتا ہو۔تحقیقی عمل میں جہاں بھی تنقید کی ضرورت پڑے تو جانبدارانہ تنقید کرے اور خوبیوں اور خامیوں دونوں کو سامنے لیے آئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محقق طلبہ کی صلاحیتوں کو جانچنے کی شرطیں

فن تحقیق کے ماہرین نے محقق طلبہ کی صلاحیتوں کو جانچنے کے لیے درج ذیل دس شرطیں مقرر کر رکھی ہیں جن پر پورا اترنا ضروری ہے:

۱۔ **قوت استدلال**: مسائل کو استخراجی اور استقرائی دونوں طریقوں سے حل کرنے کی صلاحیت۔

۲۔ **جدت**: قوت اختراع، ذکاوت، منظم اقدام اور معقول افکار کی زرخیزی۔

۳۔ **حافظہ**: حقائق کا وسیع، منطقی، کارآمد اور فوری اظہار۔

۴۔ **چستی**: تیز اور اثر پذیر مشاہدہ، فکر اور احساس۔

۵۔ **صحت**: جچا تلا، تیز، متناسب اور قابل اعتماد مشاہدہ، فکر اور احساس۔

۶۔ **کاوشی**: قوت ارتکاز، مسلسل توجہ، استقلال اور با اصول کوشش۔

۷۔ **اشتراک**: ذہنی رفاقت اور مل کر کام کرنے اور راہ نمائی کی صلاحیت۔

۸۔ **اخلاقی رجحان**: ذہنی دیانت، صحت بخش اخلاقی معیار، مطمع نظر اور اثرات۔

۹۔ **تندرستی**: عضلاتی استحکام، جسمانی ساخت، قوت حیات اور قوت برداشت۔

۱۰۔ **تحقیق کے لیے شوق اور سرگرمی**: طبع زاد (Origional) اور تخلیقی کام سے گہری دلچسپی اور اس کی خواہش (۴۶)۔

اس بحث کو ڈاکٹر شبلی کے اس اقتباس پر ختم کیا جاتا ہے، وہ لکھتے ہیں: ''مختصر یہ کہ تحقیق کا ملکہ شہد کی مکھی کی صلاحیتوں کی طرح ہے۔ وہ بھی دوسرے پرندوں اور کیڑے مکوڑوں کی طرح پھولوں پر بیٹھتی ہے لیکن صرف وہی ان پھولوں سے رس چوس کر اسے شہد میں تبدیل کر دیتی ہے۔ اگر تم جو کچھ پڑھتے ہو، اس سے کوئی نئی چیز نکالنے کی صلاحیت رکھتے ہو تو آؤ اور تحقیق کی دنیا میں داخل ہو جاؤ اور اگر تم یہ کام نہیں کر سکتے تو تم محقق نہیں ہو۔ دوسروں کی تحریریں پڑھو اور ان سے فائدہ اٹھاؤ۔ ضروری تو نہیں کہ وہ کام کرو جو تم اچھی طرح نہیں کر سکتے'' (۴۷)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ